# جنوبی ایشیاء میں
# سیرت نگاری کا تحقیقی وتدریجی ارتقاء
# (۱۸۵۶ء تا ۱۹۹۷ء)

از: پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین نوری
ڈین فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز۔ جامعہ کراچی۔

نبی کریم ﷺ کی ''سیرت'' مبارکہ پر دنیا کی ان گنت زبانوں میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور لکھا جا تا رہے گا۔ لیکن پھر بھی یہ سلسلہ نامکمل ہی رہے گا۔ لغوی اعتبار سے ''سیرت'' عربی لفظ ہے اور اردو زبان میں یہ لفظ مختلف مقامات پر مختلف معنی میں استعمال ہوا ہے ''اہل لغت'' نے اس لفظ کو جن چند معنوں میں استعمال کیا ہے، وہ کئی ہیں جن میں ''جانا'' روانہ ہوجانا، چلتا ہونا۔ روش، طریقہ، مذہب، اور بعض اہل لغت نے تو ہیئت، حالت اور کردار کے معنی میں بھی استعمال کیا ہے، اور یہ خصوصیت صرف لفظ ''سیرت'' کے ساتھ ہی نہیں بلکہ عربی زبان کی خصوصیت ہی یہ ہے کہ ایک ہی امر کیلئے مختلف الفاظ ملتے ہیں اور ایک ہی لفظ مختلف مقامات پر مختلف معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے، میری تحقیقی معلومات تک یہ بات کسی حد تک دوسری زبان کے لئے بھی کہی جاسکتی ہے، لیکن عربی زبان میں یہ رنگ بہت زیادہ نمایاں نظر آتا ہے۔ اس لئے عبارت کی حقیقی روح پانے اور اس کا صحیح مفہوم جاننے کے لئے عربی زبان کا نہ

صرف علم، بلکہ عرفان کا ہونا بھی نہایت سخت ناگزیر اور ضروری ہے، چونکہ عرفان کے بغیر موقع ومحل کا تعین ممکن ہی نہیں ہوتا، اور یہ بات قرآن کریم کے ضمن میں بالتخصیص کہی جاسکتی ہے۔ مثال کے طور پر اردو زبان میں لفظ ''مکر'' کے معنی داؤ، فریب اور خفیہ تدبیر کے معنوں میں استعمال کئے جاتے ہیں لیکن سورہ انفال میں یہ لفظ منکرین حق کے لئے بھی استعمال ہوا ہے اور اللہ تعالی کے لئے بھی، مثال کے طور پر قولہ تعالی ﴿ویمکرون ویمکر الله والله خیر الماکرین﴾[1]۔

عرفان مسلم اس بات کا متقاضی ہے کہ ہر دو مقامات پر ''مکر'' کے معنی نہ صرف مفہوم بلکہ موقع ومحل کے اعتبار سے بھی کئے جائیں۔ اگر صرف علم کے سہارے ''داؤ'' اور ''فریب'' کے لئے استعمال کئے جائیں یا ہر دو مقامات پر خفیہ تدبیر ہی لکھا پڑھا جائے تو مذکورہ آیت کا مفہوم ومعنی حاصل نہیں ہوسکتا، بلکہ اس میں گستاخی اور بے ادبی کا احتمال بھی ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ مذکورہ آیت قرآنی کا ترجمہ کرتے ہوئے منکرین حق کے لئے ''داؤ'' اور ''فریب'' کے الفاظ استعمال کئے جائیں اور اللہ تعالی کے لئے خفیہ تدبیر کرنے والا کے معنی میں تب ہی اس آیت کا حقیقی معنی ومفہوم سامنے آسکتا ہے اور اقرب الی القرآن ہوسکتا ہے۔

جبکہ لغوی معنی کے برعکس ''سیرت'' کے اصطلاحی معنی ومفہوم عربی زبان میں قدیم زمانے سے مستعمل ہوتا آیا ہے اور قدیم کتب سے پتہ چلتا ہے کہ لفظ سیرت کا اطلاق اکابر کے کارناموں، یا ان کے حالات زندگی پر بھی ہوتا ہے۔ جو زیادہ تر جنگی معاملات یا تفصیلات کے متعلق ہوا کرتے تھے، جیسا کہ دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور میں متعدد کتب کے حوالہ سے لفظ ''سیرت'' کی توضیح کی گئی ہے اور لکھا گیا ہے کہ بعد اسلام لکھی جانے والی اکابرین کی ''سوانح عمریاں'' بھی سیرت کے عنوان سے منظر عام پر آئیں، جیسا کہ سیرت معاویہ بن ابی سفیانؓ، سیرۃ عمر بن الخطابؓ، سیرت عمر بن عبدالعزیزؒ، سیرت ابن ھشامؒ، سیرت صلاح الدین ایوبیؒ، سیرت سید احمد رائے بریلوی، اور سیرت امام احمد رضا بریلویؒ وغیرہ۔

## اردوزبان میں ''سیرت'' کا وسیع معنی ومفہوم:

اردوزبان میں بھی ''سیرت'' کا لفظ عربی زبان سے ہی ماخوذ ہے، لیکن اردو میں اس کے معنی عادت، خصلت، وصف، ہنر یا گن کے ہوتا ہے مزید براں عادت، خصلت، یا وصف اور گن کا مجموعی تاثر کسی فرد کی سوانح حیات کے تصور ہی کو ابھارتا ہے، غالباً اسی لئے اردوزبان میں ''سیرت'' کا لفظ انگریزی ''بیاگرافی'' کے مترادف تسلیم کر کے لکھا گیا ہے اور اس کے اکابرین کی سوانح حیات بالخصوص مذہبی شخصیتوں پر لکھی گئی کتب کو بھی لفظ ''سیرت'' ہی کے طور پر لیا گیا ہے، مثلاً سیرت خلفاء راشدین، سیرت نعمان بن ثابتؒ، سیرت عائشہؓ، وغیرہ اور سیرت کے اصطلاحی معنی ختمی مرتبت علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات والاصفات کے ساتھ مخصوص ہوگئے ہیں، جہاں کہیں بھی ''سیرت'' کے حوالہ سے جلسہ محفل مجلس یا کتاب کا ذکر آتا ہے تو ذہن میں ازخود سرور کائنات ﷺ کی طرف راغب ہوجاتا ہے۔ رسائل اخبارات اور جرائد وغیرہ میں مضامین اس عنوان کے حوالے سے لکھے جاتے ہیں۔

## بین الاقوامی طور پر سیرت کا مفہوم:

یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ''سیرت'' کا یہی مفہوم اب بین الاقوامی بلکہ بین اللسانی صورت وہیئت اختیار کر گیا ہے اور اہل ایمان خواہ دنیا کے کسی بھی گوشے سے تعلق رکھتے ہوں کوئی بھی زبان بولتے ہوں ''سیرت'' کے معنی ومفہوم کو مذکورہ معنی میں ہی لکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔

## لفظ سیرت کا قرآن کریم کے ساتھ ربط وتعلق:

قرآن کریم کے سورہ ''طٰہٰ'' میں لفظ 'سیرت'' ایک مقام پر استعمال ہوا ہے۔

قولہ تعالیٰ ﴿سنعیدھا سیرتھا الاولی﴾ [۲]۔

جس کا معنی یہ ہوتا ہے ''اب ہم پھر پہلی طرح کردیں گے''۔

جبکہ حضرت شاہ عبدالقادر الدھلویؒ نے اس کا ترجمہ یہ بیان کیا ہے ''ہم پھیر دیں گے اس کو

پہلے حال پر''۔

لیکن قرآن حکیم میں جناب رسالت مآب ﷺ کے لئے لفظ سیرت کے لئے بڑے واضح اور اہم جامع نقوش محفوظ کئے گئے ہیں اور ان کے لئے کہیں بھی لفظ ''سیرت'' کا عنوان نہیں دیا گیا ہے، چونکہ قرآن کریم کتاب سیرت نہیں بلکہ کتاب ہدایت ہے اور اس ہدایت کی عملی تفسیر آپ ﷺ کی ذات والا صفات سے ہے جسکو قرآن کریم نے ایک جگہ آپ کو ''اسوۃ حسنۃ'' قرار دیا ہے اور اکثر سیرت نگاروں نے اور آپ ﷺ ''سیرت مطہرۃ'' کو ''خلق عظیم'' کا حاصل بھی قرار دیا ہے، قرآن میں کہیں آپ ﷺ کو ''سراجا منیرا'' یعنی ''روشن چراغ'' بھی کہا گیا ہے[3] اور اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کی ذات والا صفات تعلیمات قرآنی سے منور ہے اور دوسروں کو بھی روشن و منور کرنے کا واحد ذریعہ ہے، چونکہ آپ ﷺ پر نزول قرآن کا مقصد ہی یہی تھا کہ آپ ﷺ انسانوں کو تاریکی سے روشنی کی طرف لائیں، یہی حقائق، وہ بنیادی ستون ہیں جن پر آپ ﷺ کی ''سیرت طیبہ'' دنیا کے دیگر انسانوں کی سیرت کی مقابل امتیاز کی حامل قرار پاتی ہے اور آپ ﷺ پر حق تعالی نے یہ مقام واضح فرمادیا ہے کہ آپ ﷺ ہی حق تعالی کے قائم کردہ ''صراط مستقیم'' پر ہیں اور اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو ''افق الاعلی'' پر اپنا قرب بھی عطا فرمایا اور ''کوثر'' بھی عطا ہوئی وہ اسکے فرشتے آپ ﷺ پر ہر وقت درود شریف بھیجتے ہیں اللہ تعالی کی طرف سے آپ ﷺ کی اتباع کرنے کی ترغیب ہی آپ ﷺ کی ''سیرت مطہرہ'' کی اہمیت کا آئینہ دار ہے اور اللہ تعالی کو آپ ﷺ کا قول و فعل جو اس درجہ معتبر اور پسند تھا کہ تمام انسانوں کے لئے یہ حکم ہوا کہ ﴿**وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنه فانتھوا**﴾۔

ترجمہ: ہمارے رسول اللہ ﷺ'' جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع کر دیں اس سے باز رہو'' اور یہ بھی فرمادیا گیا کہ ﴿ **فلاوربك لایؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینھم** ﴾

ترجمہ: لوگ جب تک کہ اپنے تنازعات میں آپ ﷺ کو اپنا منصف نہ بنائیں اور جب

فیصلہ آپ ﷺ کردیں اسے بخوشی نہ مان لیں اس وقت تک مقام مؤمن کو نہیں پہنچ سکتے''۔

تاریخی اعتبار سے دیکھتے ہیں کہ اپنی ذہنی رسائی کے مطابق غیر مسلموں نے اگر چہ اس موضوع پر کج رفتاری سے کام لیا ہے اور ساتھ ساتھ ''سیرت طیبہ'' پر طعن و تشنیع کے نشتر بھی چلائے ہیں اور جہاں تک ممکن ہوسکا ہے تعصب بندی کے باعث ''کردارکشی'' بھی کی ہے، انہیں متعصبین اور مستشرقین میں ایک معروف ومشہور مستشرق ''مائیکل ہارٹ'' بھی ہے جس نے اس دنیا کے عظیم انسانوں کا تفحص کیا تو اسکو ایک فی صد شخصیتیں ایسی نظر آئیں کہ ان کو عظیم تر انسان قرار دیا جاسکتا ہے لیکن وہ حق کے سامنے مجبور ہوگیا اور اس کو اپنی کتاب:

"The 100 A Ranking of Most Influencial Persons in History"

دنیا کے سو عظیم قائدین میں یہ اقرار کرنا پڑا کہ صرف ''محمد رسول اللہ ﷺ'' ان سب میں سرفہرست ہیں اور دوسری شخصیت بھی اسی کتاب میں حضرت ''عمر فاروق'' کو دنیا کا عظیم قائد تسلیم کیا ہے ۔''مائیکل ہارٹ'' نے ان الفاظوں میں رسول اللہ ﷺ کو خراج تحسین پیش کرکے حق گوئی کی ایک بے مثال اور بے نظیر روایت قائم کی ہے۔[4]

مائیکل ہارٹ کے اس اعتراف سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ غیر مسلموں کے نقطہ نظر سے بھی رسول کائنات ﷺ کی شخصیت منفرد و یکتا ہے اور آپ ﷺ کے ''ذکر'' کو ان کے افکار اور ان کے لوح وقلم کے لئے بھی نازش افتخار بنایا جو آپ ﷺ کو عظیم ترین انسان تو کہتے ہیں لیکن قساوت قلبی کے باعث ایمان سے محروم ہیں ﴿ورفعنا لك ذكرك﴾ [5]۔ کی تفسیر وتوضیح ہے۔ حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ''پیارے محبوب تمھارا ذکر ہی ہمارا ذکر ہے، اور جس نے تمھارا ذکر کیا اس نے ہمارا ہی ذکر کیا''، تو اب کیسے ممکن ہے؟ کہ ان کا ہر زمان ومکاں میں ذکر نہ ہو اور یہ اسی ذکر کی دوسری شکل ہے کہ دنیا میں ازاول تا آخر کسی بھی رہبر ورہنما کے متعلق ان گنت کتابیں نہیں لکھی گئیں، زیادہ سے زیادہ کسی شخصیت کے متعلق تقریبا دوسو کتابیں معیاری لکھی گئی ہوگی۔ لیکن افضل الانبیاء ﷺ کی ذات مقدسہ کے بارے میں لکھے جانے والی کتابوں کا شمار ہی ناممکن ہے اور یہ حقیقت ہے کہ فن سیرت نگاری کے فن کی ابتداء آپ

ﷺ کی سیرت مبارکہ ہی کی نگارش سے ہوئی، ورنہ تاریخ اس تذکرے سے غافل رہتی۔

ہر چند کہ آپ ﷺ کی آمد سے قبل ہزاروں رہبر و رہنما و انبیاء و مرسلین علیہم السلام دنیا میں تشریف لاتے رہے لیکن کسی کے متعلق اتنی تفصیل کے ساتھ نہیں لکھا گیا، اسی لئے کسی کی مکمل سیرت تاریخ کے اوراق میں نایاب ہے۔

آپ ﷺ کی سیرت طیبہ پر سب سے پہلی اور سب سے زیادہ اور مقدس ترین کتاب (جو آج بھی معتبر ہے اور جس کتاب کے بارے میں شک کرنا بھی کفر ہے) قرآن مجید ہے، جو آپ ﷺ کے اوصاف کو آج بھی اتنا بلند کئے ہوئے ہے کہ آپ ﷺ کو حیات ظاہری میں بلند کئے ہوئے تھی، اور یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کسی نے آپ ﷺ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید دیکھو جو کچھ قرآن میں ہے یہ سب ''سیرت رسول اللہ ﷺ'' اور ''اخلاق رسول اللہ ﷺ ہی تو ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی کامل ہستی اور اوصاف کا احاطہ انسان کا قلم نہیں کر سکتا تھا، اور نہ ہی کر سکتا ہے۔ یہ ضرور ممکن تھا اور ہے کہ انسان جب آپ ﷺ کی سیرت طیبہ پر قلم اٹھاتا تو نہ جانے کتنے پہلو تشنہ بیان رہ جاتے، لیکن خالق کائنات نے یہ گوارا نہ فرمایا اور سیرت النبی ﷺ خود اپنے کلام کے ذریعہ کامل طور پر مخلوق کو عطا فرمادی، تاکہ اس محبوب رب العالمین ﷺ کی سیرت طیبہ کا کوئی پہلو تشنہ نہ رہ جائے اور ﴿ **ورفعنا لك ذكرك** ﴾ فرما کر یہ بتادیا کہ فکر انسانی اس ذکر کو اتنی بلندی نہیں دے سکتی جتنی ہم نے اس ذکر کو بلندی عطا کردی، پس معلوم ہوا کہ ہم جو کچھ ان کا ذکر کرتے ہیں یا سیرت طیبہ رقم کرتے ہیں یہ صرف اور صرف سعادت دارین حاصل کرنے کے لئے اور اپنی بخشش کا سامان مہیا کرنے کی خاطر ہے اور اس کا اعتراف ہر ایک سیرت النبی ﷺ کا قلمکار اپنی تالیف سیرت میں کرتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ ﷺ کی ہستی کا وہ بلند و بالا مقام ہے کہ اس کا احاطہ میرے لئے ناممکن ہے کہ جس ذات کی سیرت طیبہ خود اللہ رب العزت بیان کرتا ہے اس کے متعلق دوسرا کیونکہ کچھ لکھ سکتا ہے؟۔

قرآن کریم کے بعد کتب احادیث بھی آپ ﷺ کی سیرت و اخلاق اور افعال و اقوال کو

اجاگر کرتی ہیں جبکہ معاملات کے متعلق جتنی احادیث وارد ہیں وہ فقہ کے ابواب میں شمار کی جاتی ہیں اور تعریف وتوصیف کے متعلق جتنی احادیث ہیں وہ سیرت النبی ﷺ کے عنوان کے تحت مدون ہوئیں ۔قدمائے محدثین وفقہائے کرام ''مغازی وسیر'' کے عنوان کے تحت فقط غزوات اوراسی کے متعلقات کو سیرت کے باب میں بیان کرتے تھے ،مگر سیرت نبویہ ﷺ کے مصنفین نے اس عنوان کو اس قدر وسعت دی کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت سے تاوفات تمام مراحل حیات ،آپ ﷺ کی ذات وصفات ،آپ ﷺ کی شب وروز کی مصروفیات زندگی کے معاملات تبلیغی مساعی ،مصائب ومشکلات ، اعلاء کلمۃ الحق ،کفار کی رخنہ اندازیاں اورامور تشریعی کا ابلاغ ان سب کو کتاب سیرت ہی کے ابواب میں بیان کرنے لگے۔

چونکہ قرن اولی میں سیرت نگاری کا آغاز غزوات یا مغازی رسول اللہ ﷺ سے ہوا تھا، اسی لئے اس موضوع پر لکھی گئی کتابیں آئندہ سیرت طیبہ پر نگارش کی اساس بن گئیں اوراس کی ابتدا بھی دوسری صدی ہجری سے ہوئی کیونکہ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے کتابت احادیث کو ممنوع قرار دے دیا تھا جسکی وجہ صرف یہ تھی کہ ان کو یہ خطرہ رہتا تھا کہ کہیں قرآن وحدیث خلط ملط نہ ہوجائیں اس لئے سیرت نبویہ کے موضوع پر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں چھوڑی ،جبکہ ان حضرات سے زیادہ سیرت طیبہ کا رمز آشنا اور واقف کار کوئی دوسرا نہیں تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور میں احادیث نبویہ کی تدوین کا آغاز ہوا [6] تو دورتابعین میں محدثین کے ساتھ ساتھ سیرت نبویہ کے مصنفین کا بھی ایک طبقہ پیدا ہوگیا ،جس نے مغازی رسول اللہ ﷺ سے ''سیرت نگاری'' کا آغاز کیا۔سیرت ابن اسحاق اسی سلسلے کی پہلی مستند کتاب ہے۔سیرت ابن اسحاق کے بعد سیرت ابن ہشام سامنے آئی جو دراصل سیرت ابن اسحاق ہے اوراس نہج اوراسلوب نگارش پر یہی کتاب مرتب ہوئی ہے تیسری اور چوتھی صدی ہجری تک سیرت نگاری میں روایات کی اسناد پیش کرنا لازمی طریقہ نگارش تھا ،تاکہ بیان کردہ روایات میں شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہے ،اس کے بعد سند کے

طویل سلسلہ کو ختم کر کے صرف آخری راوی حوالہ دیا جائے۔قرون وسطی میں یہ طریقہ استدلال بھی ترک کر دیا گیا اور اس کے بجائے ان اولین سیرت نگار حضرات کے حوالے سے روایات معرض تحریر میں آنے لگیں۔

نویں صدی ہجری میں حضرت جامیؒ نے ''شواہد النبوۃ'' کے نام سے سیرت پر کتاب تصنیف کی جو حد درجہ اختصار کے باعث انہوں نے اپنی کتاب میں بہت کم حوالے نقل کیے۔

الغرض عربی زبان کی مشہور کتب، سیرت میں سے اکثر و بیشتر مندرجہ ذیل کتب دستیاب ہیں جو سیرت نگاری کی بنیاد ہیں۔

۱۔ موسیٰ بن عقبہؒ (صاحب المغازی) م ۱۴۱ھ۔

۲۔ محمد بن اسحاقؒ (صاحب المغازی) م ۱۵۰ھ۔

۳۔ محمد عمر بن ورندیؒ (صاحب المغازی) م ۲۰۷ھ۔

۴۔ محمد بن سعد (صاحب الطبقات) م ۲۳۰ھ۔

۵۔ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (باعتبار شمائل نبوی ﷺ) م ۲۷۹ھ۔

۶۔ حضرت محمد بن جریر الطبریؒ (صاحب التاریخ) م ۳۱۰ھ۔

۷۔ حافظ عبد الغنی بن سعید امام انسبؒ م ۳۲۲ھ۔

۸۔ ابو نعیم احمد بن عبد اللہؒ (صاحب الحلیہ) م ۴۳۰ھ۔

۹۔ شیخ الاسلام ابو عمر حافظ بن عبد البرؒ م ۴۶۳ھ۔

۱۰۔ ابو بکر احمد بن حسین بیہقیؒ م ۴۵۸ھ۔

۱۱۔ عبد الرحمٰن بن عبد اللہ سہیلیؒ (صاحب الروض الانف) م ۵۸۱ھ۔

۱۲۔ علامہ قاضی عیاضؒ (صاحب الشفاء) م ۵۴۴ھ۔

۱۳۔ علامہ عبدالرحمٰن ابن الجوزیؒ (صاحب شرف المصطفیٰ) م ۵۹۷ھ۔

۱۴۔ احمد بن محمد بن ابوبکر قسطلانی (صاحب مواہب لدنیہ) م ۹۲۳ھ۔

۱۵۔ امام شرف الدین عبدالمؤمن دمیاطی (صاحب سیرت دمیاطی) م ۷۰۵ھ۔

۱۶۔ ابن سیدالناس بصریؒ (صاحب عیون الاثر) م ۷۳۴ھ۔

۱۷۔ حافظ علاؤالدین مغطائیؒ (صاحب الاشارہ الی سیرت المصطفیٰ) م ۷۶۲ھ۔

۱۸۔ امام جلال الدین السیوطیؒ (صاحب الخصائص الکبریٰ) م ۹۱۱ھ۔

۱۹۔ علی بن برہان الدینؒ (صاحب السیرہ الحلبیہ) م ۱۰۴۶ھ۔

۲۰۔ عروہ بن الزبیر التابعی م ۹۲ھ۔

۲۱۔ محمد بن شہاب زھری م ۱۲۴ھ۔

۲۲۔ عبداللہ بن بکر م ۱۳۵ھ۔

جبکہ برصغیر پاک وہند میں عربی اور فارسی میں ''سیرت النبی ﷺ'' پر بہت کتابیں لکھی گئیں۔

عہد شاہجانی میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (قدس سرہ العزیز) نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور ''مدارج النبوۃ'' دوجلدوں میں لکھی، فارسی زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جس میں شمائل نبوی ﷺ کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے اورنگ زیب عالمگیر کے بعد برصغیر پاک وہند یعنی ۱۸۵۶ء کے بعد مسلمانوں پر من حیث القوم انگریز کی طرف سے جو مصیبتیں نازل ہوئیں اور جو افتاد پڑی اس کی تفصیل تاریخ وتمدن کی کتب میں موجود ہے پھر کس کو ہوش تھا کہ سیرت نگاری پر قلم اٹھاتا؟ برصغیر پاک وہند میں سیرت طیبہ پر لکھی جانے والی پہلی کتاب ''تاریخ حبیب الہٰ'' ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ جنوب ایشیاء میں سیرت طیبہ کے موضوع پر سب سے پہلے سرسید احمد خان نے ''ولیم مور'' کی کتاب ''لائف آف محمد ﷺ'' کے جواب میں بنام ''سیرت النبی'' دفاع میں لکھی اور

آپ ﷺ کے سیرت کے بعض گوشوں اور پہلوؤں پر جس میں ولیم مور نے زبان درازی کی تھی ،زبردست دلائل کے ساتھ قلمی جواب دیا،اس کے بعد علامہ عنایت رسول صاحب چڑیا کوٹیؒ نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ عبرانی زبان سیکھنے پر صرف کر کے اپنی مشہور تصنیف ''بشریٰ'' قلم بند کی ،جس میں ایک اچھوتے موضوع یعنی رسول اللہ ﷺ'' کی نبوت کے سلسلے میں تورات اور زبور کی بشارتوں پر ایک گرانقدر کتاب تصنیف فرمائی۔

اس تحقیق کے ساتھ اس موضوع پر اب تک کسی اور نے اس جامعیت اور اس اسلوب خاص میں قلم نہیں اٹھایا۔ بشریٰ کے بعد سیرت النبی ﷺ پر محققانہ کام کا آغاز مولانا شبلی نعمانیؒ نے کیا لیکن پہلی ہی جلد لکھنے کے بعد جس میں وہ غزوہ بدر تک پہنچ پائے تھے کے رحلت کر گئے ،پھر ان کے شاگرد مولانا سلیمان ندویؒ بہاری نے سیرت النبی ﷺ کی بقیہ پانچ جلدیں ترتیب دیکر اس کو چھ جلدوں میں مکمل کر دیا۔ حال ہی میں ان کے غیر مطبوعہ مقالات کو جمع کر کے مولانا ابوالحسن ندویؒ نے سیرت النبی ﷺ جلد ہفتم کا نام دیا اور وزارت اوقاف حکومت پاکستان نے ۱۹۹۸ء میں مولانا علی ندوی کو ۲۵ ہزار ڈالر کا انعام دیا۔ (نوری غفرلہ)۔ ۷

بعد ازیں سیرت النبی ﷺ پر قاضی سلیمان منصور پوری نے بنام ''رحمت العالمین'' تین جلدوں میں بڑی تحقیق کے ساتھ تالیف کی اور مولانا شبلی نعمانیؒ کی ''سیرت النبی'' میں جو فضائل وکمالات کی کمی تھی اسکو اپنی تحقیق سے پر کر دیا۔ ان کی یہ تحقیق آج بھی اردو زبان میں خاصی اہمیت رکھتی ہے۔ اسی طرح اردو زبان میں مولانا عبدالرؤف داناپوریؒ کی ''اصح السیر'' بھی کتب سیرت میں ایک گرانقدر اضافہ ہے۔ تاریخی وقائع کے ساتھ ساتھ سیرت النبی ﷺ کے تشریعی پہلو اور نزول احکام کو زمانی ترتیب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے اور اس کتاب میں مولانا شبلی نعمانیؒ اور سید سلیمان ندویؒ کی مرتبہ ''سیرت النبی'' کی بعض کوتاہیوں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے، پھر اس عہد کے ایک عظیم عالم دین اور محدث وفقیہ مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ نے بھی شافع یوم النشور ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر بھرپور انداز میں محققانہ اور عشق رسول اللہ ﷺ کی نکہت بندی کے ساتھ قلم اٹھایا اور کئی تصانیف اپنی یاد

گار چھوڑیں۔آپ کی ایک کتاب ''فی ملکوت الوری'' ہے۔آپ کی منظوم تصنیف ''حدائق بخشش'' اس باب میں بہت معروف ہے، نیز دیگر عنوانات پر آپ کے متعدد مطبوعہ کتب دستیاب ہیں مثلاً ''تجلی الیقین بان''،'' نبینا سیدالمرسلین''، ''الامن والعلی''، انباء المصطفی بحال سر واخفی''، المیلا دالنبوی''، مبین الھدی نفی امکان مثل المصطفی''، صلوات الصفائی نورالمصطفی''وغیرہ۔

اردوزبان میں سیرت النبی ﷺ پر کتابیں پیشتر قدیم عربی یا فارسی کتابوں کے نہج اوران ہی کی روشنی میں معمولی فرق کے ساتھ لکھی جاتی رہی ہیں لیکن افسوس کہ تحقیق وتتبع کا ذوق ختم ہوتا جارہا ہے۔

برصغیر کی تقسیم اورظہور پاکستان (۱۴اگست ۱۹۴۷ء) کے بعد سے بھی سیرت نبوی ﷺ پر کثیر تعداد میں کتابیں لکھی گئیں اورانشاء اللہ یہ سلسلہ تا ابد جاری رہے گا۔تقسیم ہند کے بعد برصغیر کے مسلمان دوٹکڑوں میں بٹ گئے اور دونوں جگہ انہیں نئے حالات اور نئے چیلنج کا سامنا کرنا پڑا۔

پاکستان کے مسلمانوں کوایک اورطرح کے چیلنج کا سامنا کرنا پڑا۔اس مملکت خداداد کے حصول کے وقت یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ پاکستان کی بنیادقرآن وسنت اور تعامل صحابہؓ پر ہوگی۔لیکن یہ عجیب ستم ظریفی ہے کہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والے اس ملک کی باگ ڈور، قائداعظم کے وفات کے بعد، جس طبقے کے ہاتھ میں آئی وہ سیکولرذہن رکھتا تھا۔قیام پاکستان سے لے کر اب تک ہمارا ملک اسی کش مکش سے دوچار رہا ہے، حکومتی سطح پر اسلام کا نام ہمیشہ نمائشی طور پر لیا جاتا رہا اورنفاذ اسلام کی طرف ماضی کی کسی بھی حکومت نے مخلصانہ توجہ نہیں دی۔جن لوگوں نے تحریک پاکستان میں سرگرم حصہ لیا تھا، ان کی خواہش تھی کہ وہ انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے کے بعد اس ملک کو اپنے دین ومذہب اورتہذیب وثقافت کا ایک عملی نمونہ بنائیں گے تا کہ یہ ملک مسلمانوں کو اعلی دینی روایات کا ایک گہوارہ ثابت ہوسکے یوں بھی پاکستان مسلمانوں کا وطن ہونے کی وجہ سے اس امر کی بڑی گنجائش تھی کہ یہاں تمام سیاسی ،معاشرتی اوراقتصادی ادارے، اسلامی تعلیمات کے سامنے اسلام کے مثالی نمونہ کی حیثیت سے ابھرتا ،لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہوسکا۔نفاذ اسلام کی کوششوں میں مستقل حکومتی بے حسی اغماض اورغفلت کے باوجود

پاکستانی عوام نے اسلام سے اپنے والہانہ لگاؤ میں کوئی کمی نہیں ہونے دی، جس کا ایک ثبوت ۱۹۷۷ء میں چلائی جانی والی پاکستان قومی اتحاد کی ملک گیر تحریک تھی، نتیجتاً جو کام حکومتی اداروں کے کرنے کا تھا، وہ نجی اشاعتی اداروں کو سرانجام دینا پڑا، جنہوں نے لوگوں کی دینی ضرورت پوری کرنے کے لئے اسلامی موضوعات پر بے شمار کتابیں شائع کیں اور خوشی کی بات یہ ہے کہ ان میں زیادہ تر سیرت رسول اللہ ﷺ پر شائع شدہ کتابوں کی تعداد زیادہ نظر آتی ہیں، البتہ بعض ایسے سیرت نگار بھی منظر عام پر آئے، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت و کردار کو شمع ہدایت جان کر اس سے کسب نور کیا اس طرح بعض سیرت نگاروں نے (غزوات رسول، اخلاق رسول، معراج رسول، مکتوبات نبوی، شمائل نبوی، ہجرت نبوی وغیرہ پر بھی الگ الگ کتابیں لکھیں اور سیرت نبوی پر مضامین، مقالات اور خطابات وغیرہ کے مجموعوں کی شکل میں بھی مقالات لکھے، بعض کتابوں میں غیر مسلموں کے افکار و خیالات یا مضامین و معاملات جمع کئے گئے اور بعض کتابوں میں آنحضرت ﷺ کی پوری حیات مبارکہ قرآن مجید یا احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں دکھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

بعض کتب سیرت سوالا جوابا ہیں اور بعض میں ناول اور ڈرامے کی ٹیکنک استعمال کی گئی ہے ۔غرضیکہ آنحضرت ﷺ کی سیرت کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں رہنے دیا گیا ہے اس دور میں عربی فارسی ور انگریزی زبانوں کی اعلیٰ کتب سیرت کے اردو میں تراجم بھی ہوئے اور اسلامی کتب تاریخ کے اولین اجزاء بھی سیرت رسول اللہ ﷺ کے لئے وقف کئے گئے۔

قیام پاکستان کے بعد سب سے پہلے سیماب اکبرآبادی (متوفی ۱۹۵۱ء) کی کتاب سیرت النبوی ﷺ [۸] شائع ہوئی، اس میں سیدھے سادے جملوں میں سیرت رسول اللہ ﷺ کے واقعات درج کئے گئے ہیں۔آپ ﷺ کی وفات سے ولادت تک کے حالات، آپ ﷺ کے ارشادات عالیہ، ازواج مطہرات اور اولاد کا ذکر بھی تفصیل سے کیا گیا ہے۔

دوسری کتاب رئیس احمد جعفری ؒ متوفی ۱۹۶۸ء کی ''رسالت مآب ﷺ'' [۹] ہے جو جدید تعلیم یافتہ اصحاب کی دینی ضروریات کے لئے لکھی گئی ہے، مصنف نے رسالت مآب ﷺ کی تالیف

میں عربی کتب سیرت وتاریخ کے علاوہ ''سیرت النبی'' ﷺ (شبلی وسلیمان ندوی) ''رحمۃ للعالمین ﷺ''، سلیمان منصور پوری)، رحلت مصطفیٰ ﷺ (مولانا عبدالرزاق) اور سیرت رسول ﷺ (پروفیسر سیدنواب علی) سے بھرپور استفادہ کے بعد تحریر کیا ہے، اور کہیں کہیں ان سے مصنفین نے اختلاف بھی کیا ہے۔

جبکہ مولانا ماہر القادری (۱۹۰۷ء۔۱۹۷۸ء) کی تصنیف ''دریتیم'' اگر چہ ناول کے انداز میں لکھی ہوئی سیرت کی کتاب ہے اور مولانا اس کتاب کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں کہ ناولوں اور افسانوں کی بنیاد خودتراشیدہ خاکے ہوتے ہیں جن میں انشاء پرداز کا تخیل رنگ بھرتا ہے ''دریتیم'' بھی ناول کے انداز پر لکھی گئی ہے، لیکن اسکا ہیرو وہ ''انسان کامل'' ہے جس سے بہتر انسان پر آج تک سورج طلوع نہیں ہوا۔ یہی ذات گرامی خلاصہ کائنات، فخر موجودات اور شرف انسانیت ہے اس لئے ''دریتیم'' میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ملے گا، جو اس زبان کے حق ترجمان سے کہ﴿ **وما ينطق عن الهوى ☆ ان هوالا وحی یوحی** ﴾کی مصداق ہوا ہے، نہ ادا ہوا اور اس کتاب میں شامل کر دیا گیا ہو۔[۱۰]

ڈاکٹر ابوالخیر کشفی کی رائے میں کتاب ''دریتیم'' میں تاریخ کے اہم ترین دور کی ایسی تصویر نظر آتی ہے جس کے کردار ہم سے بہت دور ہوتے ہوئے بھی ہماری شہ رگ کے آس پاس ہی موجود ہیں۔

واضح رہے کہ ۱۹۵۰ء اور ۱۹۵۱ء میں سیرت نگاری میں جو کتابیں نمایاں طور پر معروف ہوئیں ان میں امام الدین الٰہی اکبر آبادی کی ''سراجا منیرا'' ڈاکٹر محمد حمیداللہ کی ''رسول اللہ ﷺ کی سیاسی زندگی'' فروغ علوی کوروی کی قرآن کی روشنی میں ''رسول اللہ ﷺ'' کا مرتبہ اور منصب'' ۱۹۵۱ء میں ابوالقاسم رفیق دلاوری کی سیرت کبری (دوجلدیں)۔

جلال الدین احمد جعفری کی سیرت خاتم النبیین ﷺ برکت اللہ پادری کی ''تورات موسوی اور محمد عربی'' اور ۱۹۵۲ء میں محمد اجمل خاں ایم۔اے کی ''سیرت قرآنیہ'' (سیدنا محمد ﷺ) محمد عنایت اللہ وارثی کی غزوات مقدس اور خلیفہ محمد سعید کی ''سیرت نبوی ﷺ پر ایک محققانہ نظر (جلد اول) شائع

ہوئیں ۔ جہاں تک ڈاکٹر حمید اللہ کی کتاب ''رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی کا تعلق ہے'' [۱۱] یہ مختلف مضامین اور ابواب پر مشتمل ہے ۔تاہم ان سب میں ایک چیز مشترک ہے اور وہ یہ کہ ان کا مرکز ومحور آنحضرت ﷺ کے سیاسی کارنامے ہیں لیکن اس کتاب کا مکتوبات والا حصہ بنام مکتوبات نبوی ﷺ خاص طور پر ایک اہم باب ہے۔

ان مکتوبات کے ذریعے آنحضرت ﷺ نے شاہان عالم کے نام جو احکامات بھیجے تھے ان کا اصل متن ، پہلی بار سامنے آیا ہے ۔یقیناً یہ ایک تحقیقی کام ہے ،علاوہ ازیں مضامین میں ربط و تعلق پیدا کرنے کے لئے زمانی ترتیب کے بجائے موضوعاتی ترتیب کا خاص خیال رکھا گیا ہے، چنانچہ بعثت نبوی ﷺ کے وقت دنیا کی حالت سے شروع کر کے آپ ﷺ کی ولادت نو جوانی ،شادی ،مکی زندگی ،رسالت اور فتح مکہ وغیرہ کے واقعات ایک مضمون میں سمیٹ دئے گئے ہیں ۔ایک اور مضمون میں عہد نبوی ﷺ کی سیاسی دستاویزات کو موضوع سخن بنایا گیا ہے ''امہات المؤمنین'' اور ''خطبہ حجۃ الوداع'' پر مضامین بھی انتہائی قابل قدر اور معلوماتی ہیں ۔ [۱۲]

محمد اجمل خاں کی 'سیرت قرآنیہ' میں آنحضرت ﷺ کی سیرت پر ایک مخصوص زاویہ ہے، بالخصوص قرآنی آیات کی مدد سے تحریر کیا گیا ہے ، ملا واحدی کی کتاب ''حیات سرور کائنات'' ۱۹۵۷ میں چھپی ،۱۹۵۴ء میں میجر جنرل محمد اکبر خان کی '[ حدیث دفاع'' اور عبدالسلام قدوائی کی داعی امن ، نبی حسین خیال کی ''سرور کائنات'' اور مولانا الٰہی بخش کی ''معراج النبی ﷺ شائع ہوئیں ۔ [۱۳]

ملا واحدی کی کتاب میں سب واقعات ترتیب وار بیان کئے گئے ہیں ۔لب ولہجہ ایسا شائستہ اور متین ہے کہ مسلمان تو مسلمان اگر غیر مسلم بھی اسے پڑھ لیں تو بہت متاثر ہوں گے ۔راقم کی رائے میں ملا واحدی نے اس کتاب کی تالیف میں ''رحمۃ للعالمین'' مولفہ قاضی سلیمان منصور پوری اور ''سیرت النبی ﷺ'' ،شبلی سلیمان ندوی سے بھر پور استفادہ کیا ہے۔

حیات سرور کائنات مؤلفہ ملا واحدی کی جلد دوم کی تالیف میں بھی وہی کتابیں پیش نظر رکھی گئی ہیں جو جلد اول کے وقت تھیں البتہ ''کیمیائے سعادت'' مؤلفہ امام غزالیؒ سے اس جلد میں مزید استفادہ

کیا گیا ہے اس کتاب میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر والا حصہ تو امام غزالی کی کتاب سے مکمل طور پر ماخوذ ہے۔

میجر جنرل محمد اکبر خان کی کتاب ''حدیث دفاع'' کا موضوع بھی غزوات نبی ﷺ سے متعلق ہے۔اس عنوان میں بے شمار کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، جن میں آپ ﷺ کی زندگی کے معمولی سے معمولی واقعہ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے،لیکن بقول مصنف آنحضرت ﷺ نے جنگ اور دفاع کے متعلق جو قابل تقلید اور یادگار نقوش چھوڑے ہیں ان کے اجاگر اور نمایاں کرنے کی طرف آج تک توجہ نہیں دی گئی ۔ یہ درست ہے کہ کتب تاریخ وسیرت میں غزوات کے حالات کافی شرح وبسط سے موجود ہے مگر جس مہارت فن، عرب اور تدبر ودانش سے آپ ﷺ ہر غزوہ میں کامیاب وکامران رہے ۔اس پر تحقیق کی اب تک کوئی توجہ نہیں دی گئی۔

میجر محمد اکبر خان چونکہ دور جدید کی حربی ایجادات اور ملٹری سائنس کی جزئیات سے واقف تھے اس لئے انہوں نے اپنی کتاب میں آنحضرت ﷺ کی زندگی کے واقعات پر بھی عسکری نظر رکھا ہے اس لئے وہ موضوع سے انصاف کرنے میں پوری طرح کامیاب نظر آتے ہیں ۔مصنف نے غزوات نبوی ﷺ کو موضوع بنانے سے پہلے جنگ کے موضوع پر اظہار خیال کیا ہے۔

۱۹۵۵ء میں قاضی محمد نذیر کے کتاب ''نشان خاتم النبیین'' اور ۱۹۵۶ء میں سید آل مزمل پیر زادہ کی ''شاہکار نبوت'' ظل عباس کی پیغمبر اسلام غیر مسلموں کی نظر میں اور عبدالغفار خان کی ''انوار رسول'' ۱۹۵۷ء ڈاکٹر محمد آصف قدوائی کی پیغبر اسلام، خان بہادر مسعود الزمان کی ''سیرت جاودانی'' ڈاکٹر عبدالعلیم کی کتاب ''محمد رسول اللہ ﷺ'' اور ۱۹۵۹ء میں امداد صابری کی ''رسول خدا کا دشمنوں سے سلوک، مولانا محمد ظفیر الدین کی ''اسوۃ حسنہ'' مصائب سرور کونین جلد اول پیرزادہ شرف الدین کی ''رسول کریم فی قرآن عظیم'' اور فضل احمد کی ''انوار الہدیٰ فی سیرۃ المصطفیٰ'' وغیرہ شائع ہوئیں[۱۴]۔

مولانا محمد ظفیر الدینؒ اپنی کتاب ''اسوۃ حسنہ'' میں مصائب سرور کونین میں ثابت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ خود بھی مصائب وآلام سے محفوظ نہیں رہے لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے بھی صبر

واستقلال کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا یوں آنحضرت ﷺ کی ذات میں امت کیلئے اسوۃ حسنہ موجود ہے۔کتاب میں آنحضرت ﷺ پر نبوت سے پہلے کے آلام ومصائب سے بھی محفوظ نہیں رہے لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے بھی صبر واستقلال کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا یوں آنحضرت ﷺ کی ذات میں امت کیلئے اسوۃ حسنہ موجود ہے۔کتاب میں آنحضرت ﷺ پر نبوت سے پہلے کے آلام ومصائب یتیمی، معاشی پریشانیاں اور نبوت کے بعد کی مصیبتیں اہل مکہ کی عداوت اور ایذا دہی، طعن وتشنیع مضحکہ خیز سوالات، بیہودہ بکواس، گالیاں، ہجویات، تمسخر منافقین کی شرارتیں اور اپنے جان نثاروں تک کی طرف سے تکلیف دہ واقعات اور ازواج واولاد کی وفات کی فطری اذیتیں قلم بند کی گئی ہیں۔صوفی القادری کی ''رہبر کائنات'' اور حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ کی ''معراج النبی'' اور نعیم صدیقی کی ''محسن انسانیت'' وغیرہ شائع ہوئیں۔

علامہ احمد سعید کاظمیؒ کی ''معراج النبی'' اسراء اور معارج کی لطائف ومصارف پر بحث کی گئی ہے اور ان تمام شکوک واعتراضات کا جواب دیا گیا ہے، جو معراج کے جسمانی ہونے کے باوجود کے بارے میں کئے جاتے ہیں یہ کتاب آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ کے ایک محیر العقول واقعہ کے بارے میں دلائل پر مبنی ہے [15] جبکہ مولانا نعیم صدیقی کی ''محسن انسانیت'' کی ''سیرت سرور عالم ﷺ'' کو سیرت میں سب سے اہم کتاب ہے۔یہ تصنیف آنحضرت ﷺ کو بنی نوع انسان کے ایک ایسے نجات دہندہ کی حیثیت سے پیش کرتی ہے، کہ جس نے دنیا میں سب سے بڑا انقلاب برپا کیا۔

مصنف نے قرآنی آیات سے جس طرح آنحضرت ﷺ کی زندگی کے واقعات اخذ کئے ہیں اس سے ایک طرف تو اس کی قرآنی فہمی بھرپور احساس ہوتا ہے اور دوسری طرف سیرت نبوی کے واقعات سے مصنف کی گہری واقفیت کا پتہ چلتا ہے۔

پھر وحید الدین کی محسن اعظم اور محسنین مولانا شاہ محمد جعفر پھلواری (۱۹۹۰ء۔۱۹۸۲ء) کی ''پیغمبر انسانیت'' اس دور کی ایک اہم تصنیف ہے۔اصل کتاب آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت کے مبارک واقعات سے شروع ہوتی ہے، اور آپ ﷺ کے وصال پر ختم ہوتی ہے۔تمام واقعات سن

وار بیان کیے گئے ہیں، مولانا حسن ندویؒ کی رائے میں ''پیغمبر انسانیت'' کی امتیازی شخصیت اس کا مخصوص نقطہ نظر ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے زندگی کے ہر مرحلے پر انسانی اقدار کی حفاظت کی ہے۔

پروفیسر غلام رسول ایم اے کی کتاب ''سیرت سید البشر'' ابوالخیر کشفی کی ''سیرۃ النبی'' اور ''رحمۃ للعالمین'' کے آثار میں سے ہے۔ طالب ہاشمی کی ''اخلاق پیغمبری''۔

۱۔ ارشادات رسول کریم ۔

۲۔ اخلاق نبوی یا اسوۂ حسنہ۔

شان الحق حقی کی ''سیرت پاک'' ایک کتابی شکل میں ہے۔ اس میں وہ تمام مضامین شامل کیے گئے ہیں جو ماہنامہ ''ماہ نور'' لاہور سے وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے ہیں اور جنکا تعلق آنحضرت ﷺ کی سیرت سے تھا، ڈاکٹر نثار احمد، سربراہ کلیہ فنون، جامعہ کراچی کی کتاب ''نقش سیرت'' جو ۸۳۲ صفحات پر مشتمل ہے اور سیرت سے متعلق مختلف مصنفین کے مقالات کا اعلیٰ انتخاب ہے۔

اس کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ آپ ﷺ کی زندگی کی مختلف حیثیتوں اور آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کے بارے میں بہت سی کتابوں کا نچوڑ شامل کر دیا گیا ہے، اردو میں سیرت کے موضوع پر اور بھی کتابیں ہیں جن میں مرتبین نے اپنے یا دوسروں کے مضامین جمع کیے ہیں ،لیکن جامعیت کے اعتبار سے شاید ہی کوئی اور مجموعہ ہو جو ''نقش سیرت'' کا ہم پلہ ہو (نوری غفرلہ)۔

اسی طرح محمد عنایت اللہ سبحانی اصلاحی کی ''محمد عربی'' سیرت نبوی میں ایک نئے انداز کی حامل ہے۔ یہ کتاب دراصل ایک عربی کتاب کا ترجمہ اور حسب ضرورت اس میں ترمیم واضافہ سے بھی کام لیا گیا ہے۔ ۱۹۷۰ء میں مولانا غلام رسول مہرؒ اور مولانا ابوالکلام آزادؒ کی متفرق تحریروں پر مشتمل ''رسول رحمت''، محمد حنیف یزدانی کی ''محمد رسول اللہ غیر مسلموں کی نظر میں'' اسلامی مشن لاہور عزیز احمد بھٹی کی کتاب کا اردو ترجمہ بہ عنوان ''بحضور محمد'' علامہ سید محمود احمد رضوی کی جامع الصفات، مولانا محمد شفیع

اوکاڑوی کی ''الذکر الحسین فی سیرۃ النبی الامین''انھیں کی ''ذکر جمیل''، ۱۹۷۱ء میں حمید اللہ ماہر دہلوی کی ''رؤف رحیم''، ۱۹۷۲ء میں بشیر احمد سید کی ''سرور کونین ۔۔۔اغیار کی نظر میں''، ''رسول عربی کی پیشن گوئیاں'' مرحوم حکیم محمد سعید، ''تذکار محمد رسول اللہ''، حافظ اکرام الدین واعظ کی ''طب نبوی'' اور راجہ محمد شریف کی ''حیات رسالت مآب'' شائع ہوئیں۔

مرحوم ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کی کتاب ''پیغمبر اعظم وآخر'' سیرت کے موضوع پر ایک منفرد نوعیت کی کتاب ہے، یہ ان کے اس تجسس کی پیداوار ہے کہ آنحضرت ﷺ رفعت وعظمت کی موجودہ بلندیوں تک کیسے پہنچے؟ علاوہ ازیں سیرت کے جن واقعات کی متن میں نہیں لایا جاسکتا ہے انہیں حواشی میں درج کردیا گیا۔ مصنف نے آنحضرتؐ ﷺ کو اس کتاب میں اسی صورت میں پیش کیا ہے جس صورت کلام الٰہی میں پیش کیا گیا ہے، یعنی ایک انسان کی حیثیت سے دوسرے سیرت نگاروں کے برعکس، مصنف نے آپ ﷺ کی شخصیت کو خانوں میں بٹانے کے بجائے اسے سیرت کے واقعات کا جزو بنا کر پیش کیا ہے۔

ان کتب میں محض سیرت کے واقعات ہی درج کرنے پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ ان واقعات کی تہہ میں جو اسرار حیات چھپے ہوئے ہیں، مصنف نے ان پر سے بھی پردہ اٹھایا ہے۔

محمود رضوی کی ''سید العرب'' اگر چہ مختصر کتاب ہے، لیکن اس میں سیرت طیبہ کے تمام ضروری واقعات سمیٹ لئے گئے ہیں۔ مصنف کا انداز والہانہ اور طرز تحریر ادیبانہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ''سید العرب'' میں زبان وبیان کا لطف بھی بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ اور اسی طرح ''اذکار محمد رسول اللہ'' مرحوم حکیم محمد سعید کی مرتبہ کتاب ہے جسمیں پاکستان کے مشاہیر کے مقالات جمع کردئے گئے ہیں، یہ مقالات دراصل ۱۹۷۰ء ''شام ہمدرد'' میں پڑھے گئے تھے، جو ''تذکار محمد ﷺ'' کے لئے وقف تھی۔ اس کتاب میں شامل مضامین سیرت کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں شامل ہر دانشور نے سیرت کا مطالعہ کسی خاص حیثیت سے کیا ہے (یعنی بطور مصنف، قانون ساز، منتظم، معلم اور عسکری رہنما وغیرہ کے) سید محمود رضوی (مدیر رضوان) کی ''جامع الصفات'' آنحضرت کی اس فضیلت پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ آپ

ﷺ کی ذات میں تمام انبیاء کے کمالات جمع ہو گئے تھے۔مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی ''الذکر الحسین فی سیرۃ النبی الامین'' آپ ﷺ کی سیرۃ مبارکہ پر ''ذکر جمیل'' آنحضرت ﷺ کے سراپائے اقدس کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔

۱۹۷۳ء میں علامہ سید محمود احمد رضویؒ کی ''خصائص المصطفیٰ''، ۱۹۷۴ء میں خالد علوی کی ''انسان کامل''، ۱۹۷۵ء میں عارف بٹالوی کی حیات رسول اللہ ﷺ مولانا محمد صادق سیالکوٹی کی ''سید الکونین'' اور ''خیال مصطفیٰ ﷺ''، ۱۹۷۶ء میں مولانا کوثر نیازی کی ''ذکر رسول'' محمد ضیاء اللہ کی ''الانوار المحمدیہ فی سیرۃ المصطفویۃ'' جلد اول، سید اختر احسن کی ''تنویر الانوار فی تاریخ سید الابرار'' ص ۴۲۲، حکیم محمد اسماعیل ظفر آبادی کی ''ہادی کونین'' آغا غیاث الرحمٰن انجم کی ''رحمۃ للعالمین'' ڈاکٹر محمد عبدالحی کی ''اسوہ رسول اکرم'' اور محمد منیر سیالکوٹی کی مرتبہ ''آئینہ نبوت'' شائع ہوئیں۔مولانا عبدالستار خان نیازی کی ''پیغمبر عالم ﷺ ان کا مقالہ ہے جو انہوں نے ۱۹۵۹ء میں بین الاقوامی سیرت النبی کانفرنس کراچی میں پڑھا۔علامہ سید محمود احمد رضوی کی ''مقام مصطفیٰ قرآن کی روشنی میں ''رسالت کے موضوع پر ہے، انہیں کی ''دین مصطفیٰ'' اسلامی تعلیمات کا مجموعہ ہے، تاہم اس میں بھی آنحضرت ﷺ خلفائے راشدین اور ازواج مطہرات کے مکمل سوانح حیات درج ہیں ''مقالات سیرت'' ۱۳۹۸ھ۔۱۹۷۸ء میں مختلف اہل قلم کے چودہ مقالات شامل ہیں جو ۱۹۷۸ء کی سیرت کانفرنس منعقدہ اسلام آباد میں پڑھے گئے۔ان کا مرکزی موضوع ''حضور اکرم ﷺ'' بحیثیت معلم کامل تھا۔

سید محبوب رضوی ''مکتوبات نبوی ﷺ'' سرکار دو عالم ﷺ'' کے خطوط، بین الاقوامی سیاسی معاہدات، تشریحی فرمین اور آبادکاری کے احکام کا عظیم الشان ذخیرہ ہے۔آنحضرت ﷺ کے مکاتب درج کرنے سے پہلے مصنف نے سیرت مقدسہ کی خصوصیات پر بحث کی ہے، اور آپ ﷺ کے مکتوبات کی تدوین اور اثر انگیزی پر اظہار خیال کیا ہے۔

عبدالعزیز عرفی کی ''جمال مصطفیٰ'' (چار جلدیں) قرآن حکیم کی ترتیب نزول کی روشنی میں لکھی گئی سیرت نبی ﷺ پر ہے مصنف نے موضوع کے اعتبار قرآنی آیات کو منتخب کیا ہے اور پھر حواشی

میں سیرت کے واقعات درج کیئے ہیں، جو احادیث نبوی کتب سیرت اور کتب تفاسیر سے ماخوذ ہیں، بعض مقامات پر پوری پوری سورتیں شامل کرلی گئی ہیں جن سے مصنف کی غرض یہ ہے کہ سیرت طیبہ گوشے سلسلے وارقرآنی سند کے ساتھ سامنے آتے جائیں۔

مؤلف نے کوشش کی ہے کہ مستند کتابوں میں درج روایات وواقعات کی حدود میں رہتے ہوئے محسن انسانیت ﷺ کی حیات طیبہ کو پیش کیا جائے، اور مؤلف نے کتاب کا آغاز عبدالقادر گیلانی البغدادی کے مشہور خطبات سے کیا ہے جس سے عبدالقادر گیلانی کے ساتھ مؤلف کا بھرپور حسن عقیدت کا اظہار نظر آتا ہے۔

مؤلف نے کئی مثال دیکر اپنے وکالتی فن کو بروئے کار لاتے ہوئے اس کے ترتیب اور مربوط بنانے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ جو واقعات آپ کے ساتھ رونما ہوئے ہیں بالکل صحیح اور درست ہیں۔

مولانا سید ابوالاعلی مودودیؒ کی ''سیرت سرورعالم'' (دو جلدوں) آنحضرت ﷺ کی سیرت کا صرف مکی زندگی کا احاطہ کرتی ہے۔ جلد اول جسے نعیم صدیقی اور عبدالوکیل علوی نے مرتب کیا ہے۔ تمام تر مولانا ابوالاعلی مودودیؒ کی مطبوعہ تحریروں پر مشتمل ہے۔

''سیرت سرور عالم'' کی جلد اول چار حصوں میں منقسم ہے پہلے حصے میں سلسلہ نبوت کے متعلق اصولی حقیقتیں بیان کی گئی ہیں اور دوسرے، تیسرے، چوتھے حصے میں بعثت نبوی ﷺ سے پہلے کا ماحول واضح کیا گیا ہے۔ سلسلہ نبوت کی اصولی حقیقتوں کی بحث میں حقیقت نبوت، وحی نبوت محمدی کی ضرورت اور اسکے دلائل، نبوت محمدی ﷺ پر قرآن میں استدلال، سرور عالم ﷺ، ختم نبوت ﷺ، آنحضرت ﷺ کی حیثیت شخصی اور حیثیت نبوی ﷺ، بشریت رسول ﷺ، دین حق، معجزات مسئلہ شاعت حضور ﷺ کی چند اہم پیشنگوئیاں، ''قرآن اور حضور ﷺ کے متعلق مستشرقین کی علمی خیانتیں'' کے عنوانات کے تحت مولانا مودودیؒ کی تحریریں جمع کی گئی ہیں۔

اسی طرح ۱۹۸۱ء میں مولانا اسد القادری کی ''سیرت الرسول'' جلد اول، علامہ عبدالمصطفی اعظمی کی ''سیرت مصطفی''، محمد شریف قاضی کی ''اسوۃ حسنہ'' کی روشنی میں، سید گیلانی کی ''رسول اکرم اور

ہجرت''، ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی ''عہد نبوی میں نظام حکومت حکمرانی'' کا اضافہ شدہ ایڈیشن ۔انہیں کی خطبات ''بہاولپور''، پروفیسر امتیاز احمد سعید کی ''خطبات رسول''، عزیز ملک کی ''مکاتب رسول ﷺ'' ابن عبدالشکور کی ''سیرت مصطفیٰ بزبان امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ''، پروفیسر محمد سلیم کی ''رسول اکرم اسوہ تعلیمی'' اور محمد میاں صدیقی کی مرتبہ مقالات سیرت شائع ہوئیں۔

علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی کی ''سیرت مصطفیٰ ﷺ'' میں حضور اکرم ﷺ کی زندگی کے واقعات، ولادت باسعادت سے وفات تک مسلسل بیان کئے گئے ہیں[16]۔

واضح رہے کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی ''عہد نبوی میں نظام حکمرانی'' پہلی دفعہ ۱۹۴۴ء میں مکتبہ جامعہ دہلی کے زیر اہتمام شائع ہوئی تھی اور موجودہ ایڈیشن نظر ثانی اور اضافہ کے بعد ۱۹۸۱ء میں شائع کیا گیا۔ یہ کتاب مصنف کے متفرق سیرتی مضامین کا مجموعہ ہے، جو کتابی شکل میں جمع ہونے سے پہلے مختلف رسائل میں چھپ چکے تھے۔موجودہ کتاب میں بارہ مضامین جمع کئے گئے ہیں ۔یعنی رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کس لئے کیا جائے؟ شہری مملکت مکہ، دنیا کا سب سے پہلا دستور، قرآنی تصور مملکت، اسلامی عدل کستری اپنے آغاز میں، عہد نبوی کا نظام تعلیم جاہلیت عرب کے معاشی نظام کا اثر عہد نبوی کی سیاست کاری کے اصول، تالیف قلبی سیاست خارجہ کا اصول، ہجرت، نوآبادی، آنحضرت ﷺ اور جوانی (اسپورٹس) اور حضور ﷺ کا سلوک، نوجوانوں کے ساتھ وغیرہ مضامین شامل ہیں۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے حوالہ سے یہ بات شائد بے محل نہ ہو کہ آپ کی کثیر التعداد تصانیف کے موضوعات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔لیکن قرآن مجید وحدیث اور سیرت النبی ﷺ کے اجتماعی اور سیاسی پہلوؤں پر مختلف زبانوں میں کئی کتابیں تصنیف کی گئی ہیں جن میں عہد نبوی کے نظام حکومت رسول اللہ ﷺ کی سیاسی زندگی اور مسلمانوں کے ابتدائی سیاسی نظام پر روشنی ڈالی گئی ہے[17]۔

[18] پھر ۱۹۹۴ء میں حضرت علامہ الحاج جسٹس پیر کرم الشاہ الازہریؒ کی ''ضیاء النبی'' (صدارتی ایوارڈ یافتہ) تین جلدوں میں منظر عام آئیں۔جلد اول میں عربوں کے ابتدائے، معاشرتی، مذہبی، سیاسی، اخلاقی اور معاشرتی اقوال کا تجزیہ، امانت اسلام کے لئے اہل عرب کے انتخاب کی حکمت، حضور کے

اسلاف گرام کا تفصیلی تذکرہ تحریر کیا ہے۔ جبکہ جلد دوم میں ولادت باسعادت، کسب معاش کا دور، حضرت خدیجہ کے عقد زواج، وحی، نبوت رسالت، حبشہ کی طرف ہجرت، اشاعت اسلام کی تازہ لہر غم واندوہ کا سال، معراج شریف وغیرہ کا بیان ہے۔ جبکہ جلد سوم یثرب کی طرف حضور ﷺ کی ہجرت مدینہ طیبہ میں ورود مسعود، غزوات رسالت مآب، غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ بنونضیر، واقعہ افک، جیسے اہم مضامین وابحاث پر مشتمل ہے۔

الحاصل پیر صاحب کی ''سیرت رسالت مآب ﷺ'' پر یہ کتاب لکھ کر سیرت نبویہ کے تدریجی ارتقاء میں نمایاں اضافہ ہے ۱۸؎ اور جون ۱۹۹۷ء میں کتاب ''اسوہ رسول اور ہماری زندگی'' تقریباً ۲۲۱ صفحات پر مشتمل ہے، اسوقت کے ڈین فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز اور سابقہ سربراہ کلیہ معارف اسلامیہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید کی ''سیرت نبویہ'' کے کئی جدید پہلوؤں کو لیکر منصہ شہود پر آئی۔ ڈاکٹر موصوف نے کتاب کے پہلے باب میں ہی ''فلاحی ریاست اسوہ رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں'' جبکہ باب دوم میں ''معاشرتی اصلاح اخلاق نبوی ﷺ کی روشنی میں''، باب سوم ''معیشت کے خدوخال، قیام عدل، قیام امن، اسوہ حسنہ کا روادارنہ پہلو'' ۱۹؎۔

خطبہ حجۃ الوداع انسانیت کا اولین منشور ہے جبکہ اہم موضوعات کو سیرت نبویہ کے تناظر میں پیش کیا گیا ہے، ڈاکٹر موصوف نے اپنی کتاب کا آغاز اپنے دورہ امریکہ کے دوران کیا، اور ٹھیک نو ماہ بعد پاکستان پہنچتے ہی مکمل بھی کرلیا۔ جو یقیناً یہ سرعت تکمیل عشق رسالت کا ایک حصہ ہے، اور اب ڈاکٹر موصوف کا نام بھی مورخین سیرت النبی کی فہرست میں آ گیا ہے جو ایک عظیم سعادت ہے۔ کتاب کے دیگر ابواب میں باب ہفتم ''خطبۃ حجۃ الوداع انسانیت کا اولین منشور'' کے عنوان سے تحریر کیا گیا ہے۔ کتاب کی دراصل روح اور خلاصہ ہے۔

## خلاصہ بحث:

ا۔ سیرت نبویہ پر ایک مسلسل تحقیقی ،عمرانی کام کی ضرورت ہے اس لئے کہ انسانوں کی ہر طرح کی رہنمائی سیرت نبویہ ہی میں مل سکتی ہے۔

۲۔ ماضی میں مسلمانوں کی جانی و مالی ،معاشی ومعاشرتی ،نقصانات کا سامنا اس لئے کرنا پڑا کہ وہ اسوہ رسول اللہ ﷺ سے رہنمائی حاصل نہیں کر سکے۔

۳۔ مخالفین اسلام نے جب بھی مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی اہل علم حضرات نے فوری طور پر اس کا مثبت جواب دیا اور بروقت مسلمانوں کی رہنمائی کی ۔

۴۔ برصغیر پاک وہند میں اردو زبان میں سیرت نبویہ ﷺ کے حوالہ سے سب سے پہلے مفتی عنایت احمد کاکوروی (مؤلف علم الصیغہ )،مولانا مفتی شاہ احمد رضا خان بریلوی ،مولانا شبلی نعمانی۔

مولانا سلیمان ندوی ،مولانا سلیمان منصور پوری ،مولانا عبدالرؤف داناپوری ،پیر کرم شاہ الازہری ، ڈاکٹر محمد حمید اللہ ، ڈاکٹر عبدالرشید اور دیگر علماء کی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

## حوالہ جات


۱۔ سورۃ الانفال آیت ۳۰۔

۲۔ سورۃ طٰہٰ آیت ۲۱۔

۳۔ ترجمہ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن امام احمد رضا خان بریلوی۔

۴۔ موضح القرآن فی ترجمۃ القرآن مطبوعہ دہلی۔

۵۔ سورۃ الانشراح آیت ۴۔

۶۔ تدوین حدیث۔ مناظر حسین گیلانی، کراچی مجلس نشریات اسلام کراچی ۸۔

۷۔ کمال مصطفیٰ مولانا اسماعیل ذبیح کراچی دادا بھائی فاؤنڈیشن کراچی ۱۹۔

۸۔ مطبوعہ تاج کمپنی لاہور ۱۹۵۱ء۔

۹۔ مطبوعہ اشاعت منزل لاہور۔

۱۰۔ مطبوعہ گوشہ ادب لاہور ۱۹۸۰ء۔

۱۱۔ دارالاشاعت کراچی ۱۹۵۰ء۔

۱۲۔ مطبوعہ دفتر رسالہ نظام المشائخ کراچی ۱۹۵۴۔

۱۳۔ مطبوعہ فیروز سنز لاہور ۱۹۵۴۔

۱۴۔ مطبوعہ پنجاب بک ڈپو لاہور۔

۱۵۔ مدینہ پبلیشنگ کمپنی، کراچی۔

۱۶۔ گیلانی پبلشرز، کراچی ۱۹۷۹ء۔

۱۷۔ مطبوعہ ترجمان القرآن، لاہور ۱۹۷۸ء

۱۸۔ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور ۱۹۹۴ء